

جادو طوار -

مہری - تو کچھ کھلا دیا ہوا کا۔

حکیم صاحب - انھوں نے لکھا یا لکھا میرے ہاتھ سے۔

مہری - ابھی اسی دن۔ جب تم نے موٹکھے میں سے الائچیاں دیں ہیں۔ ورق لگی جوں بیگم نے ایک الائچی میرے سامنے توڑ کے لکھاں عذر بخوارا دیا ہوا ملا۔ ہم سے کیا کہتے ہو۔ الائچیاں عذر۔ ہار۔ پھول۔ سب چیزیں پڑھی ہوئی تھیں۔ جب تو رسوانی ہو گئیں۔

حکیم صاحب - مہری بھی خوب بیجا نا۔ الائچیاں تو بیشک پڑھی ہوئی تھیں۔

ہری - میں تو خود ہی کہتی ہوں۔ تم ایک نیس کی لانٹھ کے کھوٹے کے ہاتھ کی کوئی چیز نہ کھاؤں گی۔ میں مہری کوئی ہوئی فریب آتے ہیں۔ نہ بھی میں تھوڑے کھوٹے کے کوئی چیز نہ کھاؤں گی۔ مگر اب تک یہ مگان تھا کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ پڑھ کے لکھا دے۔ عورت کی فطرت میں فریب ہے یہ ہر وقت اور ہر حالت میں ہی چاہتی ہیں کہ کوئی ہم پر فروخت نہ ہو۔ عورت مار کھاتی ہے تو اسی داؤں پر کر کوئی اس برملنے لگے۔ یہ ہوس لب گور تک ساتھ جاتا ہے لہو کہم پر عاشق ہو۔ ہم اس کو ازار پہنچایں جب عورت یہ چاہتی ہے کہ ہمیں کوئی چاہے۔ کیا کیا خوشنام کرتی ہے۔

کس خوشنام سے وہ دل لیتے ہیں دیکھ کوئی

حسن کے حفاظ اُتب کا بھی کچھ پا س نہیں

عورت کی حالت کو تجربہ کار لوگ مجھے کے کیا کیا مزے اڑاتے ہیں۔ عورت پر یہ ثابت کہ دینا خواہ از راہ فریب ہی کیوں نہ ہو کہ تم پر عاشق ہیں۔ عجیب چلتا ہوا فقرہ ہے۔ ایک مرتبہ عاشقی ثابت کر کے عمر بھر کے لئے مسحوق بن جانا چاہئے تو ہماری بتائی ہوئی ترکیب پر عمل کرے مگر اتنا یاد رہے کہ زنانی بنا رہی پر یہ فقرہ بہت کم چلتا ہے اس لئے کہ وہ خود کھلاڑ ہوتی ہیں۔ اور یہی فقرہ اُن کامنجا ہوا تھا۔ پھر دوسرکا فقرہ اس پر کیا چلے۔

وہ بھی حکیم صاحب لاڑکی پر سوار ہو کے بھری گئے اٹا ٹھپ خریدا۔ اقرار نامہ کی نقل اپنئے کر تھے۔

اسے اسٹاپ پر صاف کرایا۔ اور مصدق بر جمیلی کر ادیا۔

کافیم بیگم بارہ بُنگ سے واپس آئیں جیکم صاحب ساختہ ہی ساختہ تھے۔ این آبادیں ایک مکان پہنچ ہی سے رکھا تھا۔ وہی اُتریں۔ بی محبری اور دو عورتیں اور اُن کی وفات میڑا تھیں۔

دوسرے دن جمعہ تھا۔ نبی خشن کا کہنا ایک نہ چلا۔ نکاح کی تیاری ہوئی۔ جیکم صاحب بھاری جوڑا ارجوان کوئی ڈیڑھہ ہزار کی مالیت کا۔ اور ایک نتھ بڑے بڑے موتیوں کی لائے۔

مرشام جیکم صاحب کے بعض مخصوص احباب جمع ہونے لگے۔ فونیجے جناب تشریف لائے۔ وہ کافیم بیگم صاحب کی طرف سے وکیل ہوئے جیکم صاحب کے ایک دوست مونوی صاحب اُن کی طرف سے وکیل ہوئے وقت نکاح دو ہزار روپیہ اور اقرار نامہ مصدق بر جمیلی کافیم بیگم کو دیا گیا۔ صینفہ بڑھا گیا۔ مبارک ملت ہونے لگی۔ جناب کوشت دی گئی احباب میں پان الائچی عطر دغیرہ تقیم ہوا۔ اس کے بعد مختصری دعویٰ و نیمه کی تھی۔ سب فیکھانا کھایا۔ اور اپنے اپنے گھر کو رخصت ہوئے چلے جیکم صاحب کا دوسرا گھر آباد ہو گیا۔

جگر دل بدق ناکنید ادرہن
دونوں پہلو میرے آبادرہن کنوارہن

حب قاعدہ شرع شریف سات شانہ روز جیکم صاحب ہیں رہے۔ اسی اثناء میں اپنے مکان کے قریب ایک مکان کرائے بدلے کے کافیم بیگم کو دہان اٹھا لے گئے۔ شدہ شدہ جیکم صاحب کی بیانہتا بیوی کوئی خبر ہوئی گئی کہ جیکم صاحب نے دوسرانکاح کیا ہے بڑے مزے کی لڑائی ہوئی۔ تمام حالیں دھوم چکری جن بھر دن کو پھپانا چاہتے تھے وہ سب ظاہر ہو گئے۔

چھوٹے نواب صاحب آج بہت اسی متعدد ہیں۔ تجویل میں صرف دو روپے اور ہیں۔ بیگم صاحب مرشدکار تشریف نہیں۔ تخلواہ بخیر اُن کی مہرا اور دستخط کے وصول نہیں ہو سکتی۔ بنک میں جو روپیہ چھوٹے نواب کا

بجھے ہے اُس میں سے ایک جگہ سا بونغ قانونی مل نہیں سکتا۔ اخراجات بیگم صاحبہ دیتی تھیں۔ انہوں نے ہاتھ روک لیا۔ اور چلتے وقت ایک پریمیر چھوٹے نواب کو نہیں دیا۔ اخراجات مجموعی کے لئے دیوان جی اور دار و غرے کیتھی گئیں کھانے پینے کی طرف سے تو اطمینان ہے مگر صرف نواب کی ذات خاص کے لئے ایک دیوان خاصے کا محل سے آ جایا کرے گا۔ یہاں ساٹھ ستر آدمی۔ جانشناز ملازمین۔ کے درمیں میں لس۔ یہ کیا کھائیں گے اور کیسے کھلا کیس لے گے۔ مگر کھانے پینے کے سوا اور لذروں میں جو لو جوان امیرزادوں کو لاحق تھا۔ کرتی ہیں مثلاً شراب۔ ناج رنگ۔ فرائشات۔ انعام و اکرام تھے تحالف۔ خرید و فروخت غیر ضروری یا یہ تمام مذمتات فضول جو اکثر اوقات لاپڑی اور لاکلامی ہو جایا کرتے ہیں۔ اُس کے لئے روپیہ کھانی سے آ کے۔ قرض مل نہیں سکتا۔ اس لئے کہ چھوٹے نواب بھی نابالغ ہیں۔ ولیتہ جائز یعنی بیگم صاحبہ تشریف نہیں ہیں اور اگر موجود بھی ہوتیں تو کیوں نہیں۔ نواب صاحب ان افکاروں میں تھے کہ اتنے میں خلیفہ جی تشریف لائے۔ اور نواب صاحب کو متعدد دلکھے کے وجہ تردید کا استفسار ہوا۔

خلیفہ۔ کیوں یہ حضور آج متعدد کیوں ہیں۔

نواب۔ جی کچھ نہیں۔

خلیفہ۔ نہیں کچھ کیا؟ معلوم ہوتا ہے اخراجات کے لئے کچھ فکر ہے۔ کیا بیگم صاحبہ کچھ نہیں دے گیں۔

نواب۔ ایک جگہ نہیں دے گیں۔

خلیفہ۔ واللہ خصہ کیا۔ آپ کی نہ درتوں کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔ تھا ہر کچھ آزاد ہو کے تشریف لے گئی ہیں۔

نواب۔ بہت دنوں سے آزاد ہیں۔ اس اشائیں کوئی عربیت میں سلام کو گئی۔ منہ پھیر لیا جب میں نے دلکھا کر وہ سلام نہیں لیتیں۔ میں نے بھی محل میں حانا موقوف کر دیا۔ اب گئیں تو میں کے بھی نہیں

خلیفہ۔ پھر اور کیا کیا جاتا۔ یہ دیوان جی اور دار و غرہ صاحب کی لا ارتبا نیاں ہیں یہ لوگ تو ایسا چلتے ہی ہیں کہ ماں بیٹوں میں عداوت ہو جائے تو کچھ اپنا مطلب نکلا۔ انھیں لوگوں نے بھڑکایا ہو گا۔

نواب۔ کسی نے بھڑکایا ہو۔ میں پر واہ نہیں کرتا۔

خیلفہ۔ خنور چیز سے مستغنی ہیں۔ مگر یہم صاحب کو یہ نہ چاہئے تھا۔ اچھا آپ تردند کیجئے آخر میں کس لئے ہوں۔ کوئی نہ کوئی بندوبست ہو ہی جائے گا۔

نواب۔ بندوبست خدا جانے کب ہو گا۔ یہاں تحوالی میں صرف دور و پے اور باقی ہیں اس وقت کا خرچہ کیوں نکلے گا۔

خیلفہ۔ اس وقت کہہ کیا چاہئے۔

نواب۔ کم سے کم قیمتیں روپے کی ضرورت ہے۔ یہ سب لوگ لکھا یہیں لے گیا۔ پھر جن لوگوں کو روز بخت دیا جاتا ہے اُس کی کیا سبیل ہو۔

چارے نواب صاحب کی سرکار میں ملازموں کی تنخواہ روز آنہ تقسیم ہو اکل تھی۔ وجہ یہ تھی کہ روزہ ملازمت میں وہ لوگ شامل تھے جن کے ساتھ ایک نہ ایک علت ضرور لگی ہوں تھیں کوئی چند وپرستا تھا کسی کو مک سے شوق تھا۔ خراب علی النعوم سب کے سب پر تھے۔ لگر اس کا خرچ نواب صاحب کی فیاضی کے ذمے تھا۔ بلا شرائط ملازمت میں سے تھا۔ کہ کوئی ملازم ضرور تباہ نہ بلا ضرورت جس قدر شراب مانگے اس کو دی جائے۔ اور شرط ملازمت یہ تھی کہ ملازم ہر وقت مد ہوش رہے۔ اکر احیاناً کسی کو نواب کے سامنے انگڑائی یا جانی لینے کا اتفاق نہ ہو۔ جس سے نواب کا نشہ کر کر اہو جائے۔ میتوں میں اُس سے سرکار کو خود ذوق تھا روزا شراب کا خرچ شراب دیسی از قسم چھٹتے۔ اور جیسی بوتلیں۔ فی بوتل نو آنے۔ شراب برانڈی والا یعنی گیارہ بوتلیں فی بوتل ساری ہے چار روپیہ۔ عنہما ضرورت دو تین بوتلیں شامپین کی بھی آجائی قصیں۔

خیلفہ۔ روزینہ وغیرہ دید یا جائے گا۔ اے یونچے۔ میرے پاس یہ مچاس روپے کا نوٹ ہے۔ اس وقت خرچ کیا جائے پسندید کھا جائے گا۔

ادھر خیلفہ نے جیب سے نوٹ نکالا۔ ادھر شیدی مقصود نے اپک کے ہاتھ سے نوٹ نیا اور بازار کو جلتا ہوا نوٹ بھٹنا یا اور ایشیا کے ضرورتی کی خرید میں مصروف ہو گیا۔ مخصوص نواب کی سرکار کا فاقہ آج خیلفہ تیڑا دیا ورنہ غرہ ہو گیا ہوتا۔

آج شام کو کرامت صلی شاہ صاحب سے تفصیل ملاقات ہوئی۔ بیکم صاحبہ مرشد آباد جانے اور حملہ حالات اور مقالات کی خبر بذریعہ مولکوں کے شاہ صاحب کو پہنچائیں گے۔

شاہ صاحب۔ یہ سب لفظ نام جوگی کی کارستانی ہے۔ ماں سادوست دشمن ہو جائے خیر۔ عج و شمن اگر قوی است نگہبان قوی تراست۔

آپ گھر لیئے نہیں۔ خروج کا بند و بست ہو جائے گا۔ بزرقا عاشق ہا و فانہ اُس کو آپ کا کلیں حال معلوم ہے آپ کو خبر نہیں۔ اور وہاں طسمی بکس میں روپیہ پہنچ گیا ہے۔ یہاں سے جا کے لے لیجئے گا۔ آپ کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پا کے گی۔ خاطر جمع رکھئے اور آپ کے واسطے شراب۔ براہ راست قاف سے آپا کے گی دہی پیدا کیجئے اور جھرات کو سوائے شراب قاف کے اور کوئی شراب نہ پیدا کیجئے۔

نواب۔ بہتر واقعیٰ والدہ صاحبہ لے لے رُخی اس وقت میرے خلاف ہوئی۔ مجھے سے حکم ہوتا ہے کہ کل جانکرداد چھوٹے ہاموں صاحب کی لڑائی یعنی اپنی غصہ پر کھڑے ہوئے میں لکھ دو گے۔ اگرچہ میں فرماحتا انکار نہیں کی۔ مگر پھر بھی میرا جی نہیں چاہتا کہ ایسا کیا جائے۔ آبال جانکرداد عورت کے نام لکھ دینا کوئی عقل کی بات ہے۔ شاہ صاحب۔ واقعیٰ آپ کی رائے صائب ہے۔ اگرچہ اس جانکرداد کی کوئی حقیقت نہیں خدا نے آپ کو دولت لازوال عنایت کی ہے۔ لیکن یہ امر علاوه خلاف مصلحت ہونے کے بزرقا کے بھی خلاف ہو گا۔ ایک بات نواب صاحب میں آپ سے صاف صاف کہہ دیتا ہوں۔ بزرقا کو یہ ہرگز گوارہ نہ ہو گا کہ آپ کسی عورت سے نکلاج نواب۔ مجھے خود کب گوارہ ہے۔ بزرقا اس وقت میں میرے کام آئیں تو میں بھی اُن کے ساتھ کسی قسم کی خلائقی نہ کر دن گا۔

خلیفہ۔ آپ کی ذات سے ہرگز اس کی امید نہیں ہے۔

شاہ صاحب۔ ہاں یہ تو اطمینان ہے مگر افسوس ہے بیکم صاحبہ پر مخالفوں نے اپنا پورا قبضہ کر لیا اچھا مرشد آباد سے آئے دیجئے۔ اس کی بھی فکر کی جائے گی۔

نواب۔ میں نے تو تمام امور آپ کے پر درکردیئے ہیں۔ جیسا مناسب ہو وہ کیجئے۔

شاہ صاحب۔ حینا اللہ و تولکنا علی الشد و ہونعم الوکیل نعم المول دعمنا التیر۔

خیفر۔ بیگم صاحب ایک طرف۔ داروغہ صاحب اور دیوان جی پہ قدمیں ملازم سب آپ کے برخلاف ہو گئے ہیں۔ اندرست باہر تک آپ کا دوست نظر نہیں آتا۔

شاه صاحب۔ بھائی یہ سب اسی مردود جوگی کا بس بولیا ہوا ہے۔ اچھا ذر ایک کام تو کرنا نہیں جب جہاں سوتی ہیں۔ پنگ کے سر ہانہ بھم کی طرف جو پارہ ہے اُس سے پہنے دو پانٹ ناپ کے ایک بالشت بذریں لکھو دیئے گا۔ وہاں سے جو کچھ نکلے گا میرے پاس لے آئیں۔ پھر جیسا میں گھومنگا وہ کجیے گا۔

نواب۔ بہت خوب۔

شاه صاحب۔ خوب یاد آیا۔ آپ کے محل میں کوئی عورت ہے جیچکارو۔ ذرا لمبی سی سالوں کی کوئی چالیس کے قریب ہے گا۔ اُس کے دامنے گال پر ایک بڑا سامنہ ہے۔

نواب۔ اور تو کوئی نہیں۔ چلیے تو میرانا کا ہے۔

شاه صاحب۔ اہ ہا۔ وہ آپ کی نکال ہے۔ جب ہی میں دیکھتا تھا کہ آپ کے اُس کے درمیان میں ایک دودھ کا در پا ہاں کل ہے۔ مگر وہ تو پہنچنے کے خصوصی نظر کر دہ گھنسام جوگی کی ہے۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ دماغ کے آغوش میں دوست کو بہادر و شر کرتا ہے۔ جل اعلاء و جل شانہ۔

نواب۔ وہ کوئی کو بہت چاہتی تھی۔

شاه صاحب۔ چاہتی تھی۔ اور چاہتی ہے مگر جب وہ بیمار کی اپنے بس میں بھی ہو۔ اب خدا کے واسطے اُس سے ہوشیار رہنے گا۔ اُس کے ہاتھ کی کوئی چیز نہ کھایے گا۔ بلکہ میری راٹ تو یہ ہے کہ اب آپ کوئی چیز کسی کے ہاتھ کی نہ کھایے گا۔ خصوصاً جو چیز بس محل سے آئیں۔

نواب۔ اشارہ اشتراحتیاٹ کی جائے گی۔

شاه صاحب۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب چند ہی روز تک آپ بھنوئیں اور ہمیں آپ کو سال دو سال کے لئے باہر چلن ہو گا۔ آپ فقیر کے شاگرد ہوئے ہیں۔ کچھ دنوں فقیر کے ساتھ بھی پھر پہنچتا کر دنیا کے نشیب دفراز سے آپ کو اطلاع ہو جائے۔

نواب۔ بہت مناسب۔ جب ارشاد ہو۔

شہزادے۔ انشا افشد۔ جب اُس کا وقت آکے لگا آپ سے کہا جائے گا۔

نواب۔ مگر اتنا تو پہلے سے کہہ دیجئے کہ سفر کے لئے کس قسم کی تیاریاں کی جھائیں۔

شہزادے۔ سفر کی تیاریاں دنیا دار لوگ کرتے ہیں۔ دردشوں کو اس کی ضرورت نہیں۔ آپ قادر

خدا کا تاثر دیکھئے۔ خدا چاہے تو جنگل میں منگل ہو جائے گا۔ فقط میرے ہمراہ ہو لیجئے گا۔

خلیفہ۔ مگر اتنی عرض ضروری ہے کہ تجھے کو بھی اس سفر میں ہمراہ لے چلئے گا۔

شہزادے۔ وادہ کہیں ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ کو ضرور لے چلیں گے۔ بلکہ پندرہ بیس آدمی اور
بھی ساتھ ہوں گے۔ مگر وہی جن کو میں کہہ دوں گا۔

نواب۔ بے آپ کی رضی کے کوئی نہیں جا سکتا۔ مگر خلیفہ جی کے لئے تو میں خود آپ سے عرض کرتا

شہزادے۔ کچھ آپ کے چند کا ضرورت نہیں یہ تو ضرور بھی جائیں گے۔ اچھا ہر معاملہ ملے ہو چکا۔

ایک امر اور قابل غور ہے وہ یہ کہ اگرچہ بزرگ اخراجات کی کفیل ہوئی ہیں۔ لیکن یہ ہمیں اچھا نہیں
معلوم ہوتا۔ یوں بزرقاً آپ کو لاکھوں دیندیں۔ مگر اخراجات روزمرہ کے لئے اُن سے مانگنا یا لینا
وار ہے۔

خلیفہ۔ سبحان اللہ انیت اور حمیت کا مفتضنا تو یہی ہے۔

شہزادے۔ اچھا بچھرگی ہو۔

خلیفہ۔ حکم ہو تو کوئی مہاجن بھھرا یا جائے۔

شہزادے۔ بمحنت سو دخوار مہاجنوں کا میرے سامنے نام نہ لیجئے گا۔ سو دلیٹا اور دینا میری رائے
میں دونوں امر برابر ہیں۔ کوئی نہ کوئی بند دبست ہو جائے گا۔ خدار زاق ہے جو جس کا خرچ ہے خدا
اُسے ضرور پہنچانے گا۔

نواب صاحب۔ مطاہرا تو کوئی سبیل نہیں ہے۔

شہزادے۔ اچھا آپ کا روزمرہ خرچ کیا ہے کچھ تذیناً بیان فرمائیں۔

نواب صاحب نے خلیفہ جی کی طرف اشارہ کیا۔

خیلہ۔ اس حضور ہی کوں بھیں۔ روپیہ روزانہ کا خرچ ہے۔

شاہ صاحب۔ اچھا بھیں وہ اور بھیں ہماری طرف سے مخبرات وغیرہ کے لئے بچاں روپیہ روزانہ فقیر دے گا۔ مگر اس سے ایک جبہ زائد نہ ہو۔ اس لئے کہ خدا اسراف کو پسند نہیں کرتا اور نہ اس رقم میں ہو دے۔ میں سے ایک جبہ دوسرے دن کے لئے رکھیں گا۔ کیونکہ یہ بیشہ توکل کے خلاف ہے۔ با بagan بچاں روپیہ روزانہ تھوڑے نہیں ہوتے۔ خدا لا شکر کیجئے۔ اس بس ہاتھی ہو س۔

نواب۔ اس قدر بار آپ کے اوپر ڈالنا میری بہت گوارہ نہیں کرتا ہے۔

شاہ صاحب۔ مرحباً (چھر قبھر لگائے) با بagan قصیر کیا اپنے پاس سے دیگا۔ دینے والا اور ہم کوں ہے۔ خداونہ غیر سے آپ کے لئے بچاں روپیہ روز دنخطا ہوئے ہیں۔ مجھے کھایئے۔ اور اڑائیے۔ راہ خداریجئے۔

نواب۔ الحمد للہ میں اس قابل کھاں تھا۔ کمجھ کو بچاں روپیہ روز بے منت خلق میں واللہ نذری بھر کسی کا احسان نہ اکھدا گا۔ میں نے آبائی چالوں کو بھی چھوڑا۔ مجھے زیادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

شاہ صاحب۔ زہے بہت۔ اچھا تو اہلی جمادات کو۔ راجح کون دن ہے۔ دو شنبہ رہ شنبہ۔ چہارشنبہ

صرف دو دن تھے میں ہیں۔ میں آپ کو بچاں روپیہ روز کا نسخہ بتا کوں گا۔ مگر آج ہی شب سے جو اسم بتاؤں اُسے بچاں مرتبہ سوتے وقت پڑھ لیجئے گا۔ اس تین دن کے عرصہ میں جو کچھ حالم رو یا میں آپ دیکھیں اُسے من و عن مجھ سے بیان کر دیجئے گا۔

نواب۔ بہت خوب۔

شاہ صاحب۔ اچھا اب رات زیادہ آگئی ہے جائے آرام کیوں۔

دل فارث ہمارا فی المثل ہے خانہ خالی

غلط ہے ”دیو گرد“ اس میں پرلوں کو اتنا

نواب صاحب۔ اور خلیفہ جی گاڑی میں بیٹھ کے گھر کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔

خلیفہ۔ یجھے نواب صاحب خدا لے آپ کو صاحب اکیر کیا۔

نواب۔ ہاں شاہ صاحب کی باتوں سے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

خلیفہ۔ ہم نہ کہتے تھے کہ اگر آپ کی قسمت میں ہو گا تو وہ خود ہی آپ کو چھیڑ کے بتائیں گے۔

نواب۔ مگر مجھے تو تغیر کا شوق ہے۔ خالی اکیر سے کیا ہو گا۔

خلیفہ۔ نواب صاحب ذرا تو قہف کیجھے طلبِ الخل۔ فوتِ الخل آپ اپنی زبان سے بچہ نہ کہے اگر دوسرے خیال تو کچھے تغیر کے مالک آپ اس وقت ہیں۔ اس لئے کہ بزرگی بڑی آپ کے قبضہ میں ہے آج بک اسکا معاملہ آپ کے ساتھ بالخل خلوص کا رہا ہے۔

نواب۔ بزرگی کے احسان سے ہم سنبھیں اٹھا سکتا۔ اس وقت میں میرے کام آئیں جب کہیں سے سہارا نہ تھا والدہ تو اپنے نزدیک مجھ کو پھر بھی چکیں۔ چلتے وقت یہ بھی نہ خیال رکھا کہ آخر یہ بمرا وفات کس طرح کرے گا۔ ہاں یہ مفہومون کیا تھا کہ خرچ روزمرہ کے لئے ٹلسی صندوق کو دیکھئے۔

خلیفہ۔ یقیناً کچھ نہ کچھ نقد بطور اخراجات بزرگی صندوق میں رکھوا دیا ہو گا۔

نواب۔ صندوق کی کنجی تو میرے پاس ہے۔

خلیفہ۔ قفل کی بندش ہم انسانوں کے لئے ہے۔ اجتنہ کو بغیر کنجی قفل کے کھوئے اور بند کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

نواب۔ عجیب امر ہے۔

خلیفہ۔ اس میں عجیب کی کیا بات ہے۔ مفتاح ٹلسی سے ہر قفل کھل سکتا ہے۔

نواب۔ مگر یہ جو مشہور ہے کہ لوگ جنوں اور مردوں کو شیشے میں اسٹار کے بند کر دیتے ہیں۔ یہ لوگوں کیوں نہیں کھول سکتے۔

خلیفہ۔ ایسے شیشوں پر جن میں جن دہری مقیٰ لگتے جاتے ہیں۔ مُہرِ سلیمانی لگائی جاتی ہے اسے یہ لوگ نہیں کھول سکتے۔

نواب - مہر سلیمان کی چیز ہے؟ -

خیفہ - شریشہ یا لاکہ۔ یا موہم کی مہر کوئی خاص اسم (جس میں حضرت سلیمان کا نام آتا ہے) پڑھ کے لکھ ل جائے ہے۔ اُسے کوئی انہیں کھوں سکتا۔ دیو ہو۔ یا جن ہو۔ یا بدری۔

نواب - مگر حضرت انسان کھوں سکتے ہیں۔

خیفہ - جی ہاں۔

نواب - آما - خوب یاد کیا یہ الحنفیہ میں ہوا ہی گیر اور جن کا قصہ ہے کہ ماہی گپر نے دریا میں جال ڈالا اور اُس کے جال میں ایک تانبے کا گولانکلا اُس تانبے کے گولے کو جو کھوتا ہے تو اُس میں سے ایک دھواد سانکلا اور وہ آسان تک بنتا ہوا اور اُس سے ایک دیوبن کے سامنے آکھڑا ہوا میں خیال کرتا ہوں کہ اُس گوئی پر بھی مہر سلیمان گل ہوگی۔

خیفہ - جی اور کیا - ہاں خوب یاد کیا تو کہیے بیگم صاحبہ تو شک خانہ وغیرہ کی کنجیاں اپنے ساتھی لیتی گئی ہیں؟ -

نواب - حلمونہیں۔ مگر میرا یہ خیال ہے کہ یعنی کئی ہوں گی کہوں؟ -

خیفہ - اگرچہ خدا نے آپ کو مستغفی کیا ہے۔ مگر پھر بھی اپنے بزرگوں کی فشانیاں سب کو عزیز ہوتی ہیں۔

نائب اد مرودی کے کاغذات اپنے والد کی انگوٹھیاں پڑھے۔ یہ سب چیزیں آپ کی ہیں۔ ان کو اپنے قبضے میں کیجئے اور سب سے بڑھ کے مجھ کو ایک چیز کا خیال ہے نواب صاحب مرحوم کے پاس ایک کتاب علم مذنبات کی تھی اُسے ڈھونڈ دیجئے نواب صاحب مرحوم ہمیشہ اور استاد کامل کی تلاش میں رہے اور ان کو نہ ملا۔ آپ کو خدا کے فضل سے ایسا استاد کامل مل گیا ہے اُس کے سب نکتے حل ہو جائیں گے۔

نواب - ہالا یہ خوب بات ہے۔ اچھا میں پوچھوں گا۔

خیفہ - پوچھنا کیسا۔ تمام کوٹھریوں پر قبضہ کیجئے یہ موقعہ اچھا مل گیا ہے۔ بیگم ایسے میں مرشد آباد گئی ہیں جو جو چیزیں آپ کی ضرورت کی ہیں نکال لیجئے گویگم صاحبہ آپ کی مال ہیں۔ مگر پھر عورت ذات ہیں۔ ناقص العقل اور اب تودہ آپ سے فرقہ ہو ہی گئیں۔ اور بھی پچھے امور ہیں۔ جس سے اُن کا ارادہ قطعی علیحدگی کا مسلم ہوتا ہے۔

نواب۔ اُمی سے مجھے کو یہ اُمید نہیں۔

خلیفہ۔ نواب آپ کو کس طرح بمحض بعض امور ناگفتہ بہ ہیں۔ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔

نواب۔ یہ محترمیری بمحض میں نہیں آتا۔ صاف کہئے تو بمحض۔

خلیفہ۔ صاف صاف نہ کہلوائیے آپ کو رنج ہو گا۔ بس جتنا میں نے کہا ہے اُس پر عمل کیجئے۔ بیگم صاحبہ اپنا پورا انتظام کر چکی ہیں۔ آپ کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں۔

نواب۔ پورا انتظام کیا؟ شادی میں کرنے کا نہیں۔ پھر انتظام کریں گی۔ تو کہا کریں گی۔

خلیفہ۔ کیس آپ کی شادی۔ وہاں کچھ اور گلی کھلا ہے افسوس۔ بیگم صاحب سے یہ اُمید نہ تھی۔

نواب۔ ہا میں۔ ہا میں۔ یہ کہتے کیا ہو۔ آخر اماں جان سے کس بات کی اُمید نہ تھی اور انھوں نے

کیا کیا۔ دلدار جلد کہو۔

خلیفہ۔ اب کیا صاف ہی صاف کہو۔ اپنے کہا۔ میں تو ہرگز نہ کہتا۔ مگر آپ قسم دیتے ہیں تو کہے دیتا ہوں

آپ کی والدہ صاحبہ نے بھی وہی کیا جو اکثر یہیں کہیں۔ بیسوں نے اپنے شوہروں کے مرنے کے بعد کیا تھا۔

نواب۔ (کسی قدر برہم ہو کے) یہ کیا آپ نے کہا۔ میں نہیں بھا اور صاف کہے۔

خلیفہ۔ بیجے اور صاف سُنیں۔ آپ کی والدہ صاحبہ نکاح کی تکھیں ہیں۔ سب بات تُعین کٹھا گی ہو گی

ہے بھائی صاحب کی متکوری کے لئے مرشد آباد گئی ہیں۔ وہاں سے آکے نکاح ہو جائے گا۔

نواب۔ لا حول ولا قوہ الا باللہ۔ بس بس خدا جانے آپ سے کسی نے کیا جھوٹ کہہ دیا ہے تو بہ تو بہ

خلیفہ۔ بس اسی سے میں نہ کہتا تھا۔ آپ کو یہ خیال نہیں آتا کہ اتنی بڑی بات لفوجس کی کوئی اصلیت

نہیں۔ میں آپ کے سامنے بیان کرتا۔

نواب۔ کوئی اصلیت نہیں۔ ہاں کل غلط۔

خلیفہ۔ امر دا قعیٰ ہے۔ ہاں کل صحیح۔

نواب۔ جس نے کہا جھوٹ کہا۔

خلیفہ۔ میں نے کہا۔ اور میں سچ کہتا ہوں۔

نواب۔ آپ کو ضرور ثابت کرنا ہو گا۔ اور اگر آپ نے ثابت نہ کیا تو آپ سے مال ہو گا۔

خلیفہ۔ اس وقت حسنور بیکارو برہم ہوتے ہیں یہ سب باتیں اُس وقت کہنے کی ہیں۔ جب میں ثابت نہ کر سکوں۔ اور جو میں سے مال کی کیا بات ہے۔ میں خادم ہوں۔ جب چاہئے برو طرف کر دیجئے۔ یہ فقرہ ذرا جھتنا ہوا تھا۔ اس لئے کہ افلاہ خلیفہ ملزم نہ تھے۔ حرف دوستانہ آمد رفت تھی۔ اور جو لوگ امرار کے پاس دوستانہ آمد رفت رکھتے ہیں وہ مازموں سے بہت اچھے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ ساتھ لکھانا۔ ساتھ پینا۔ رندھی ناج تھیٹر۔ اپنا خرچ گھر بھر کا خرچ سب نواب صاحب کے ذمہ۔ پھر ہر موقعہ پر نواب صاحب کے برابر بیٹھتے ہیں بات چیت میں مدادات۔ دل لگی۔ مذاق۔ گال گلوچ سب میں برابری۔ غرضکہ ایسے لوگ سب طرح اچھے رہتے ہیں۔ پھر یہ کہ جب کوئی بات بڑی تو پہ کہنے کو موجود ہیں کہ کیا ہم کسی کے نوکر ہیں۔

نواب۔ برو طرف کر دینا کیا سمجھ آپ ملازم نہیں ہیں۔ اور نہ میں نے کبھی پہ خیال کیا۔

خلیفہ۔ یہ آپ کی ریاست ہے۔ میں اپنے آپ کو ادنیٰ خادم کجھتا ہوں۔

نواب۔ میں آپ کو اپنا اعلاء درجے کا دوست خالی کرتا ہوں۔ مگر اس معاملے میں آپ نے غلطی ک۔ نہیں معلوم کسی نے کیا جھوٹ سچ کہہ دیا ہے۔ استغفار اللہ۔ اتنی بڑی بات اور ایسی لغو یہ کہا کس نے آپ سے۔ ذرا اس کا نام توجہ کو بتائیجے۔

خلیفہ۔ نام بھی عرض کر دوں گا۔

نواب۔ تو بتائیجے نا۔

خلیفہ۔ نام بتانا کیا سامنا کر دوں گا۔

نواب۔ وہ اس سے بہتر کریا ہے اب لگڑی گھر پر پہونچ گئی تھی۔ گھر پر پہونچ کے حب مہول دستِ خوان پچھا۔ جھرات کا دن تھا۔ حسب ارشاد شاہ صاحب شراب نہیں پڑا، راستہ میں یہ واقعہ بیان ہوا طبیعت میں غصہ بھرا ہوا تھا آج کی صحبت بے لطف رہی۔ براۓ نام کھانا کھایا۔ خلیفہ بھی سے دیر تک بات نہیں کی۔ آخر جب خلیفہ جس رخصت ہوئے گے۔

نواب۔ اچھا تو کل ضرور اُس شخص کا سامنا کر دیجئے۔ ورنہ نزور مال ہو گا۔

نواب یہ آخری جملہ کہنا نہیں چاہتے تھے لگر بباختہ ربان سے نکل گیا۔

خیفہ۔ (ربات کا پہلو خوب بجھے ہوئے تھے اور اپنی قوت پر پورا بھروسہ تھا) میرے آپ کے ہرگز ملاں نہ ہو گا۔ اس لئے کہیں نے جو کہا ہے سچ کہا ہے۔ اور اسے کل ناہت کر دوں گا اور اس شخص کا سامنا بھی کر ادؤں گا۔

گوارہ بچے رات کو نواب صاحب نے غسل کیا کوٹھے ہر تشریف لے گئے۔ یہاں دوبارہ غسل کیا۔ اطاقوطسمی ہیں داخل ہوئے۔ صندوق کھولا۔ پان سود و پیرہ جبڑہ دار نئے لھسن کے بزا طلس کی تھیلی میں بند کلابتوں سے بندے ہوئے۔ اور ایک رقص ملا۔ رقصہ کا منہموں یہ تھا، "خرج کی طرف سے اطمینان رہے عند الفزو اور جس قدر مطلوب ہو گا حاضر کیا جائے گا۔ باہم بچے پھر الارم دیا گیا۔ ابک شیشہ شراب قاف دستیاب ہوا۔ ایک دور جام زمرد میں بھر کے پیا۔ آنکھوں میں ترد آیا آج نواب صاحب نے مزار سو اصحاب کا نیا طلح کسی سے منار کھا تھا۔ ایک ہرچہ بزرگ کے خانہ خطا بت میں ڈال دیا۔

یہ تو مانا ہم نے ہاں شیشہ میں ہے باقی شراب

کچھ ۱۰ دیتی نہیں ہے ہم کوبے ساقی شراب

چند دیقوں کے بعد پھر الارم ہوا۔ یہ رقصہ ملا۔

نہیں ہے نغمہ میں جام انحر شراب دیدار سے زیادہ

نہیں ہے جلوے میں میر خادر تجلی یار سے زیادہ

آدم زاد عورتوں کی ذات سے جو صدے تم کو پہنچے اُس سے ہم کو سخت ملا ہوا۔ ہم سے رشتہ لفت

جوڑو۔ بے وفا کوں سے منہ موڑو ۴۷

آج طسمی مکرے میں در داڑہ طسمی کے مقابل ایک قد آدم آئینہ نصب کیا گیا تھا۔ اور ایک جواہر نگار کری اُس کے سامنے بچھی تھی۔ آئینہ کے پوکھٹے پر خط طسمی میں جو لکھا ہوا تھا ہم خطا کے طسمی ترجمان سے اسکو

پڑھوا کے یہاں لکھئے دیتے ہیں۔

تم اپنے حسن کے جلوے سے کیوں رہو محروم
تم آمینہ کی طرف دلکھو ہم تھیں دلکھیں

ہدیہ بزرقا۔

آج بڑے لطف کا منظر ہے۔ عاشق و مخشوق دونوں کا جلوہ ایک ہی آمینہ میں نظر آتا ہے۔ یہ اُس کی صورت پر جو ہے وہ اُس کی صورت پر غش ہے جب کوئی کسی کو چاہتا ہے مخشوق کے دل میں ایک خاص قسم کا تفاخر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس تفاخر کا اظہار بر وقت مشاہدہ و مقابله جسم و ابرد سے ہوتا ہے۔

پچھے احتیاط اور صرہ پچھے اقیاز اور صر

نگاہِ عشق اور صرہ پچھے حجاب نماز اور صر

دائی میشو قول کا کسی ہر عاشق ہونا کی ایک طرزِ دلبری ہے۔ بلکہ تم گری ہے۔ پچھے یجھے کہ ایسے لوگ جس پر عاشق ہوئے اُسے مار ہی ڈالا۔ مثلاً ہری فواب صاحب کا معاملہ آپ کو یاد ہو گا کہ پہنچا دیدار اُس لٹے کھنڈر میں ہوا تھا پھر وہاں ایک ہی جلوے میں فواب کا کیا حال ہوا۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ یہ جس پر اُس کی صورت کے دیوانے ہیں۔ وہاں پر خود ہی عاشق ہے اس مرشدہ روح افزاؤں کے نواب کا جو حال ہوا اُس کی لذت اور مسرت کو وہی خوب بخش سکتے ہیں جس خوش قسم پر بھی کوئی اچھی صورت دالا عاشق ہوا ہو۔

کی خوب وہ بھے کو چاہتے ہیں

پر بھی ایک طرزِ دلبری ہے

ایک حکیم کا قول ہے کہ اگر کوئی تمام ہمدرد کو یہ خواب دیکھتا ہے کہ میں پادشاہ ہوں۔ تو گویا اُس نے تمام ہمدرد شاہت کی۔ یہی حالی ہمارے فواب صاحب کا تھا۔

اس کے بعد ہارمنیم کے نجیبے کی آواز آئی اور یہ معلوم ہوا۔ جیسے ہس پر دہ کوئی ناج رہا ہے جنم پیش
گھسنگر و لول رہے ہیں۔ قیامت کے قوڑے لئے جاتے ہیں کہ دل پا مال ہوا جاتا ہے۔ ہر سم کے ساتھ بزرقا

ٹسمنی در و از سے میں آکھڑی ہوتی ہے۔ اور اُس کا ٹکس سامنے آئندہ میں دکھائی دیتا ہے۔ پھر یہ شریل کا
گی۔ اس کے ایک ایک مصرعہ بلکہ ہر ہر لفظ کو بزرقاً آنکھ کے اشارہ سے بتائی جاتی تھی۔ نواب صاحب
بہوتوں پبلچھے تھے۔

حباب آئندے سے اے فرشتہ خوکیا ہے
نظر اکھا کے ذرا دیکھ رہ بروکیا ہے
بتاؤ اے دل خانہ خراب توکیا ہے
جو توکرے نہ عدا دت تو پھر عدوکیا ہے
تامِ شهر میں رسوا خراب آ دارہ
لکھا لے چاہنے والے کی اکبر وکیا ہے
سلائے جیب کو نا صح اگر تو سلوالو
جلگ کو چاک کر محلہ اپنی رفوکیا ہے
چکھ آئندے سے ہی لاذ دنیا ز غلط میں
کوئی نہ توکر آپس میں گفتگو کیا ہے
ابھی تو رشک نے بدلا ہے چکھ لیا نبی سارگ
بہیں گے آنکھ سے نخت جلگ لہو کیا ہے
یہی خوشی ہے تو اظہارِ شوق سے توبہ
ٹال جس سے ہو تم کو وہ گفتگو کیا ہے
بس ہوئا ہے جو خوبصورے پہینہ کی
یہ بیرہن کو ہے نازش کر ناز بلو کیا ہے
نہیں مراد اگر چشم و دلھے اے عونا
پھر اصطلاح میں پہانڈ سبو کیا ہے

کمرے کی آرائش۔ درودی گنوں کی روشنی۔ قلموں پر افسوس کا پرتو راگ کا لہرا۔
ہار مونہم کے ادپنچے سر طبلہ کی گلگٹ۔ گھنٹہ گھنٹوں کی صدا۔ بزرگباد کے حسن عالم افروز کا جلوہ۔ دلفریب اشائے
دل ربا کانے کے۔ اور سب پر طرہ شراب قات کاف نہ تھا جس میں ہر قسم کے محذرات اور مسکرات کا جوہر شامل
تھا۔ اس حالت میں یخودی کو گہیں لینے جانا تھا آخر نواب صاحب نے کسی بدآرام فرمایا۔

یہ گم صاحب کے سرہانے حسب ہدایت شاہ صاحب زمین کھودی گئی۔ ہاتھ بھر گہر کھودلے کے بعد یہ
برنجی تختی اور ایک تابہ کا پتلہ نکلا۔ اس تخت پر ایک نقش بننا ہوا تھا۔ اور پتلے پر حدود ٹلسی مکندہ تھے
شاہ یہ دونوں چیزیں شاہ عاصیوں کے مذاہف میں گذر میں تختی ہب کے عمل کی تھی۔ اور پتلے پر بخش کا
عمل کیا گیا تھا۔ تختی پر طالب اور مظاہب کے نام پڑتھے گئے۔ اور پتلے پر یہ گم صاحب اور ایک اور شخص کا
نام تھا۔ جس کو نواب صاحب نہیں جانتے تھے۔ پتلے پر یہ گم صاحب اور جھوٹے نواب کے نام تھے۔
شاہ صاحب۔ آپ بجھے سکتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں کس نے گڑواری میں۔ اور کس لے گاڑی ہیں۔
نواب صاحب اور خلیفہ جی نے بالاتفاق انکار کیا۔

شاہ صاحب۔ یہ گہنمام جو گی کی کارست انیاں ہیں۔ اور یہ دونوں چیزیں آپ کی مرصده (اننا) کے
ہاتھ کی گاڑی ہوئی ہیں۔ آپ کو کیا معلوم کر دنیا میں کون دشمن ہے اور کون دوست۔ عالم ٹلسی میں دوست
دشمن اُس رشتہ سے نہیں لے جاتے جو رشتہ دنیا میں قائم ہے۔ یہاں کا حساب کچھ اور ہے۔ مگن ہے
کہ عالم ظاہر میں کوئی آپ کا دوست یا عزیز ہو۔ بلکہ قربی رشتہ دار ہو۔ عالم ٹلسی میں اس کا تعلق کسی ایسے
شخص سے ہے جو آپ کا قدر تی دشمن مثلاً رقبہ ہے۔ لہذا وہی دوست یا عزیز آپ کا اُس عالم میں دشمن
ہو جائے گا۔ اور اُس سے آپ کی جان کا ضرر ہو گا۔

خلیفہ۔ واقعی کیا اصول بیان فرمایا ہے۔

نواب۔ درست ہے۔ اب یہ امور میرے ذہن میں بھی نہ تھے۔

شاد صاحب۔ آپ کے ذہن میں کیوں ہوتے۔ یہ وہ مسئلہ میں نے آپ سے بیان کیا ہے کہ بڑے بڑے عالم اس کو نہیں جانتے۔ اور اسی وجہ سے دنیو کو کھاتے ہیں۔ اور یہی حالی عالم نجوم میں ہے۔ مثلاً دو شخص یہ اوقات میں پیدا ہوئے ہیں کہ بقاعدہ علم نجوم ان میں عداوت کرنا چاہتے ہیں اگرچہ ان میں ظاہری دوستی بلکہ قرابت فریب ہو گئے درحقیقت وہ شمنی کسی نہ کسی پیراۓ میں ظاہر ہو گئے۔ مثلاً آپ نے دیکھا ہو گئے کہ اکثر ماں باپ یا ادستاد اپنے شاگردوں کے گوہست تنبیہ کرتے مارتے چلئے رہتے ہیں۔ حقیقت اُس کی تھی ہے کہ عالم نجوم یا عالم طسم میں ان کی اُن کی عداوت ہے۔ خود میرے ادستاد نے ایک دن بھی گوہستی کھنچ کے ماری۔ اے دیکھئے (سر کی طرف اشارہ کر کے) یہاں سے سرھنگا۔ یہ دن خون بہہ گیا۔

ادستاد مجھ پر بہت ہی مہر ان تھے۔ بعدہ انھیں خود افسوس ہوا۔ آخر انھوں نے اپنا اور میرا زاچھہ ملائی دیکھا۔ معلوم ہوا کہ بتاروں کے دناب سے ان کے میرے عداوت ہے۔ اور اس دن خرجنے اُس کے داہنے پر تھا۔ اُس نے گویا مار لکھوں احباب سے (سن) اٹھا۔ مگر ہاتھ سے مجھے قتل ہونا تھا۔ پھر معلوم ہوا کہ بتارہ بھی زبردست تھا اُسی نے روک دیا اور بتا یہ شفیق کے ہاتھ سے اُس دن میری جان گئی ہوتی تھی۔ آج آپ نے ایسا تجہیب و غریب بھی دن علمون کا بیان کیا۔ میری والدہ بھی اور میربڑی کو بہت چاہتی ہیں۔ مگر مجھ سے ہمیشہ آزر دہ رہتی ہیں اپنے میں بہت مایہیٹ کیا کرتی تھیں اور کسی لڑکے طریکے کو انھوں نے بھجوں کی چھڑکی تک نہیں چھوائی۔ میں خود حیران رہتا تھا کہ یہ ما جرا کیا ہے۔ آج معلوم ہوا کہ اُس کی یہ دلچسپی۔

شاد صاحب۔ اگر آپ اپنا اور اپنی والدہ کا زاچھہ میرے پاس لے آئی تو میر صاف بتا دو کہ عداوت کی وجہ کیا ہے۔ بھطا ہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شمنی عالم طسم کی ہے۔ اچھا آپ اپنی والدہ کا نام (اچھا نام نہ ہیں را س بتا دیجئے) تو شاید تک پچھے زیادہ کہہ سکوں۔

خلیفہ جی نے اپنی والدہ کے نام کا حروف اول بتایا۔

شاد صاحب۔ امداد۔ (مجھے تجہیب ہے کہ انھوں نے پہنچنے میں آپ کا لکھا کیوں نہ چھوڑ دیا۔)

خلیفہ۔ واقعی آپ صحیح کہتے ہیں وہ مجھ سے پچھنے ہی منے خلاف رہتی تھیں۔ سنستہ ایک دن ایسا اراحتا

کہ آدمہ مو اگر دیا تھا۔ وہ تو مارہی ڈالتیں گر داد کلام نے جان بچا۔

شاہ صاحب۔ بات یہ ہے کہ اُن پر جس بیر کا عمل ہے وہ آپ کا حقیقی دشمن ہے۔

خیلے۔ جی باں درست ارشاد ہوتا ہے۔ سواتے اس کے اور وجہ کوئی بحث میں نہیں آسکتی۔

شاہ صاحب۔ وجہ کیا بحث میں آئے ماں ساد درست دشمن جانی ہو۔ اور جو عالم ٹلسماں اور عالم نجوم دونوں کی عدالت جسح ہو جاتی ہے اُسکی صورت میں جانبی دشوار ہے۔

ظیف۔ معاذ اللہ کیا ایسا بھی ہوتا ہے۔

شاہ صاحب۔ خود نواب صاحب اُس کی ایک مثال موجود ہے۔

خیلے۔ کیا یہاں دونوں عدالتیں جسح ہو گئی ہیں۔

شاہ صاحب۔ بلاشک۔

بائی پھیلاؤں میں اب اسکے سے مل جائیں

اور پھر حرث آغوش تنال کیا ہے

عافم خوب ہو۔ یا ہیدار کی۔ کس کا بے صحابہ سامنے آبیٹھنا درست حال سے شراب پلانا مہرہ ان ہو کے لئے سے نکالیں۔ یہ ایسی ہاتھیں ہیں جو دل پر نقش ہو جاتی ہیں۔ یہ ایسا خیال ہے جو بھی دل سے نہیں ملکتا۔ اور یہ دل خوب سہی کس کی اگرچہ کوئی تبیر نہ ہو لیکن تمام عمر نہیں بھولتا۔

خیلے۔ نے کچنے کوئی نہ تھا۔ مگر یہ اتفاقات ایسے وقت اور ایسی حالت میں ہو اکہ! مردی کی حقیقت کو بالفخر (و اتفاقیت بھی) سوائے نواب کے اور کچھ بچھہ ہی نہ سکتے تھے۔ ٹیک کے وقت نواب صاحب اپنی پلنگاری پر۔ سی نہایت خوش خوش اٹھتے۔ ملان (اسم) کو قفل کر کے زینہ سے پہچ اُترے زینہ کے دلوں نیں مردی محدود اپنے ہاتھ سے دو ہمرا قفل چڑھا یا خیلنہ جی پہنچ سے منتظر تھے۔ اور ایک طرف فرش کے

گوشے پر بی اماں مہری دہری ہوں تھیں۔ نواب کو دکھنے کے خلیفہ جی اور لہاڑی دنوں اٹھنے کھڑے ہوئے۔ مجرما۔ تیلم کے بعد نواب صاحب اور خلیفہ جی بیٹھے گئے۔ لہاڑی دست بستہ سامنے کھڑی رہیں۔ مدرازخیش نے ٹھوڑا یا۔ خلیفہ جی کے اشارے سے سب کنارے کنارے ہو گئے صرف تین قلنیں اق رہ گئے نواب صاحب بجھے گئے کہ شب کو جو خلیفہ جی نے بات کہی تھی اس سے مہری کو بھی کچھ تعلق ہے۔ خلیفہ جی نے مسلمه کلام کو ادا کیا۔

خلیفہ۔ امام دیکھو تم دراصل بڑے نواب کی نمک خوار تھیں۔ تم کو اب رچھوئی نواب کی طرف اشارہ کر کے ان کی خیر خواہی چاہئے ہاں وہ کاغذ تو دکھاؤ۔

مہری۔ ہاں وہ بات کچھ ہے۔ مگر مجھے اپنی جان اور آبر و کاخیاں ہے۔ ایسا نہ ہو کسی کے منہ سے کچھ نکل جائے تو میں تو کہیں کیا نہ رہوں گا۔

خلیفہ۔ اس سے خاطر جمع رکھو۔ نواب صاحب کی سلامتی میں تمہارا کوئی کچھ بنانہیں سکتا جو تنخواہ تھیں بیگم صاحب دیتی ہیں۔ وہ نواب صاحب دیتے گے۔ اور جان اور آبر و پرتمہاری کیا ذلیل (غزر) آسکتا ہے مہری۔ بس یہی میرا مطلب تھا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ میں ایسی ایسی ہاتوں سے دور بھائی ہوں گا وہ تو کہیے اتفاق سے مجھے یہ کاغذ مل گی اس پر بیگم صاحب کی مہرگلی تھی۔ میں مہر ان کی پہچانتی ہوں۔ وہ کاغذ میں نے اٹھایا۔ آپ کو دکھایا۔ آپ نے کچھ اور ہی کہا۔ یہ ساری کارستانی موسیے کریم خاں کی ہے۔ میر، اتنے یہ دھا آدمی جانتی تھی۔ یہ کیا محلوم تھا کہ موابدھا بوبک ٹکڑا مکٹنا پا کرتا ہے۔

یہ کہہ کے مہری نے بٹوے سے کاغذ نکال کے آگے بھیک دیا۔ یہ ایک اقرار نامہ کا مسودہ تھا جو بیگم صاحب کی طرف سے بیگم صاحب کے نام پر تھا۔ اس کی پشت پڑھنی لویں کے ہاتھ کی تصوری تھی اور بیگم صاحب کی مہرگلی تھی مضمون اقرار نامہ کا یہ تھا۔

منکر حکیم۔۔۔ ولد خال۔۔۔ ساکن۔۔۔ کا ہوں۔ از اسکے عفت مآب سعادت انتساب۔۔۔ بیگم صاحب نے میرے ساتھ نکاح شرعی داعی کرنے کا معاہدہ کیا ہے لہذا اقرار نامہ بذا بشر اکٹ ذیل نکھم کے مصہد تک برج مشتری کرائے دیتا ہوں۔

- ۱۔ یہ کہ بروقت نکاح ایک ہزار روپیہ نقد بطور مسچل بیگم صاحبہ کو دوں گا۔
- ۲۔ بعد نکاح تمام سمجھے گئے ہے کے ساتھ خیرات رفق و مدارست سے بیش آؤں گا۔
- ۳۔ بیگم صاحبہ موسوفہ کو اپنے زر لئے اور جاندار کا اختیار کل اور جزوئی رہے گا۔ مجھ کو ان تین جاندار اذائل میں کسی طرح کی دست اندازی کا اختیار نہ ہو گا۔
- ۴۔ میر بطور زبان و نفقرہ و خرچ پانہ ان مبلغ پنج سو روپیہ ماہوار بیگم صاحبہ کو دیا کروں گا اور اگر اس ماہوار کے دینے سے انکار کروں تو بیگم صاحبہ کو اختیار ہو گا کہ بذریعۃ نالش میری جاندار مشکولہ اور غیر مشکولہ فریز میری ذات خاص سے وصول کر لے۔
- ۵۔ سوائے ایک مکان کے جسم میں میری زوجہ منکو ہمساہ سکونت پذیر ہے۔ اور کل جاندار اداہنی میں حرب غیر ملکی اس اتفاق نامہ کے بیگم صاحبہ کے پاس بکھولی گرتا ہوئی۔ تا ادائی زر میر بملخ پنج سو ہزار روپیہ اس شخص کے پاس رہتا و قبضہ کر دیں گا۔ اگر اس کروں تو عنده احکام گنہ کار ہوں۔
- ۶۔ بیگم صاحبہ موسوفہ کو شخصی بجبور نہ کروں کا اکابری کیا زوجہ منکو ہدی کی شہزادی میں رہیں۔ اور نہ بیگم صاحبہ کو کسی عزم قریب سے کہہ ملکا اپنے ہر جانے سے نافع نہ ہوں گا۔ خواہ وہ غیر ملکی حصوں میں ہو۔ خواہ بیرونی شخصوں کو رکھنا پڑے۔
- ۷۔ بیگم صاحبہ کا قصد زیارت کو جانے کا ہے جب بیگم صاحبہ جائیں گی تو ان کو جانے دوں گا؛ اور مجھ کو اپنی نظر سے ہرگز اپنیں گی تو جاؤں گا۔ درست شہزادی چلائے پہنچوں نہ کروں گا۔
- ۸۔ بیگم صاحبہ کا بیان ہے کہ میرے شوہزادی کی کوئی اولاد نہ میرے لئے نہ ہے اور نہ کسی دور زوجہ نکو حصہ سے ہے۔ اور نہ کوئی اور وارث نہ میرے شوہزادی کا موجود ہے۔ اور جس قدر پار جاندار اولاد شوہزادی کی ان کے قبضہ میں ہے وہ سب لامتریت غیرت ان کی ذاتی ہے اگر کوئی شخص شوہزادی کی اولاد یا وارث ہوئے کا دعویداً اور جو اسکے کی تردید اور دیروہی۔ ثبوت دہنی بیگم صاحبہ پنقرے کے ذمہ ہے۔
- ۹۔ بعد نکاح بیگم صاحبہ جاندار میں مسکونہ کو ترک کر کے بھواہدید پانی کوئی مکان پر گرانے خواہ نہ ہے۔ اس راستے گی۔